ĪQĀN- Vol: 02, Issue: 03, Dec 2019
DOI: 10.36755/iqan.v2i03.103 PP: 55-67

OPEN ACCESS
ĪQĀN
pISSN: 2617-3336
eISSN: 2617-3700
www.iqan.com.pk

# نفسیاتی جنگ کا تصور اور معاصر عسکری نظام میں اس کی معنویت: سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

# The Concept of Psychological War and Its Meaningfulness in the Contemporary Military System: Study In The Light Of Seerah

***Saeed ul Haq Jadoon**
*PhD. Scholar, Department of Islamic Studies,*
*Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.*

****Imtiaz Ali**
*PhD. Scholar, Department of Islamic Studies,*
*Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.*

VERSION OF RECORD
**Received**: 21-Aug-19 **Accepted**: 12-Nov-19
**Online/Print**: 31-Dec-19

## ABSTRACT

*Nuclear weapon based modern era has many modes of war prevailed, in which a significant and influential one is psychological war. In this regard, the most important is the strategy of war and it is necessary to command over the psyche of enemy. Sometimes, adopting the psychological plan, we get rid of a great war that is why before the war different countries are trying to exert psychological pressure over their enemies. They show many air borne fights and assaults through media, so that to overwhelm through it. Psychological war is legal right of every one at International and Religious Laws. In modern war theories, Psychological war is the best way for success. Psychological war is not a new invention but the holy Prophet (SAW), a sample showed us. He (SAW) put the dead bodies of enemies in the wells. He (SAW) burnt the fire during Fath-e-Makkah, cut the trees in Ghazwa Banu Nazir. From Seerah we conclude that Psychological war is very important for the martial system and inversely effect the enemy. In this article, Author(s) mentioned the concept of psychological war and its impact in the light of Seerah.*

***Keywords:*** *Psychological, War, Military, Pressure, Seerah, Enemies, Propaganda.*

***To Cite this Article:***

Jadoon, S. ul H., & Ali, I. (2019). URDU: نفسیاتی جنگ کا تصوراور معاصر عسکری نظام میں اس کی معنویت: سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ. ĪQĀN, 2(03), 55-67.

## تعارف:

جنگ کسی بھی قوم اور ملک کے لئے ایک حساس کام ہوتا ہے، جس میں وہ ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس شخص یا حکومت کو بغیر جنگ کے مقصد تک رسد حاصل ہوتی ہے وہ کبھی جنگ نہیں کرتے ہیں۔ عسکری جنگ کے نقصانات کو دیکھ کر قدیم وجدید دونوں ادوار میں اس کے متبادل نفسیاتی جنگ کے تصور کو بہت اہم سمجھا جانے لگا ہے۔ عسکری نظام میں مسلح جنگ میں دشمنوں سے بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے برعکس نفسیاتی جنگ میں دشمن خود اپنے آپ کو مخالفین کا ایک خیر خواہ ظاہر کرکے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے حوصلوں کو پست کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔

نفسیاتی جنگ میں جو کامیابی حاصل ہوتی ہے، وہ کامیابی لشکر کشی یا اعصابی جنگ کے نتیجے میں حاصل ہونے والی فتح کے مقابلے میں زیادہ دیرپا اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ جنگ میں نفسیاتی وار بہ نسبت عسکری یلغار کے زیادہ خطرناک اور مؤثر ہوتا ہے بشرطیکہ کہ جس قوم یا جماعت کو بھی زیر کرنا مقصود ہو، پہلے ان کی نفسیات کا صحیح ادراک ہو اور پھر کامل ہوش مندی کے ساتھ منصوبہ بندی کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے تاکہ مدِمقابل کو یہ احساس تک نہ ہونے پائے کہ اس پر کس قسم کی جنگ مسلط کردی گئی ہے۔

نفسیاتی حربوں کے اس تصور کی بنیادیں قرآن مجید، سیرتِ طیبہ سے بھی ملتی ہیں۔ غزوات النبی ﷺ کا تحقیقی جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے عسکری جنگ کے ساتھ ساتھ نفسیاتی جنگ کو بڑی اہمیت دی ہے جن کے تناظر میں اگر ہم جدید جنگی حکمتِ عملی کا مطالعہ کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ نفسیاتی جنگ اس دور میں سب سے اہم جنگ سمجھی جاتی ہے۔ ذیل میں سیرتِ طیبہ کے تناظر میں نفسیاتی جنگ کا تصور اور عہدِ حاضر میں اس کی معنویت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

## نفسیاتی جنگ کا تعارف:

جنگ اس مسلح جدوجہد کا نام ہے جو دو یا دو سے زیادہ ملکوں کے درمیان سیاسی یا اقتصادی مقاصد کے حصول کے لئے لڑی جاتی ہے اور نفسیاتی جنگ سے مراد وہ جنگ ہے جو ذرائع ابلاغ سے لڑی جائے اور دشمن یا مخالف کو نفسیاتی طور پر اتنا زچ کردیا جائے کہ وہ لڑنے کے قابل نہ رہے اور ان کے حوصلے پست کردئے جائے۔[1] دوسرے معنوں میں نفسیاتی جنگ ان کوششوں کا نام ہے جو حالت جنگ اور امن دونوں میں اپنوں کے ارادوں کو مضبوط رکھتی ہیں اور انسان بلند عزائم سے مسلح ہو کر اپنے عقیدہ، ملک اور اپنی عزت وناموس کا دفاع کرنے کے لئے کود پڑتا ہے اور جنگ کی تمام تر ذمہ داری اور اس کے عواقب برداشت کرتا ہے۔ خواہ اسے مال صرف کرنا پڑے یا جان قربان کرنی پڑے، تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں یا پھر وہ جنگ کتنا ہی طول پکڑ جائے۔

نفسیاتی جنگ کے ذریعے دشمن کے حوصلوں کو پست کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس میں جنگ کرنے کی ہمت باقی نا رہے۔ نفسیاتی جنگ ایک آزمودہ ہتھیار ہے اور دنیا کے اکثر ممالک اپنے دشمنوں کو شکست دینے کے لئے یہی حکمت عملی اپنائے ہوئے ہیں۔ نفسیاتی جنگ

---

[1] http://urdulughat.info/go, (Accessed 23 Dec, 2019 at 10:00 AM)

کے ذریعے ایک بہادر اور دلیر سپاہی کو بزدل اور ایک ذمہ دار شہری کو ملک دشمن بنایا جاسکتا ہے۔ شرعی اور بین الاقوامی قوانین میں اس قسم کے حربوں کا استعمال جائز ہے۔[1]

نفسیاتی جنگ کے لئے اس وقت پروپیگنڈہ کی جنگ، سیاسی جنگ، سرد جنگ، عقیدہ کی جنگ اور میڈیا کی جنگ جیسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ جنگ کی یہ تمام اقسام بہت پہلے سے چلی آرہی ہے اور اب بھی پائی جاتی ہیں۔ قدیم وجدید جنگ کے تصورات میں صرف وسائل کا فرق ہے وگرنہ اصل مقصد میں کوئی فرق نہیں۔ ہمیشہ سے اس کا مقصد دشمن کی نفسیات اور معنویات کو متاثر و کمزور کرنا ہے۔

## نفسیاتی جنگ کی شرعی اور قانونی حیثیت:

شرعی اور قانونی حیثیت کے اعتبار سے نفسیاتی جنگ اور اس کے حربے استعمال کرنا جائز ہے۔ اس سلسلے میں جنگی آلات اور دیگر تدابیر اختیار کرنا برابر ہے بشرطیکہ ان میں سے کوئی تدبیر غداری کے زمرے میں نہ آتی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے جنگ کے موقع پر دشمن کے سامنے بات بدلنے کی اجازت بھی دی ہے کیونکہ یہی تو جنگی چال ہے۔ لہٰذا جنگ میں کوئی بھی ایسی بات یا ایسا فعل کرنا جس سے دشمن کا حوصلہ کمزور پڑ سکتا ہو، جائز ہے۔ خواہ وہ حقیقت کے برعکس کیوں نہ ہو یا دشمن سے رخ بدلنے کی چال کیوں نہ ہو۔[2]

اسلام میں اور بین الاقوامی قانون میں جو حیلے اور حربے ممنوع ہیں ان میں سے ایک ہتھیار ڈالنے کا غیر حقیقی تاثر دینا یا مذکرات کی دعوت دینا ہے، جیسے سفید جھنڈا لہرانا یا صلیب احمر کا نشان لگانا، جس کا مقصد عام طور پر دشمن کا غلبہ تسلیم کرنا یا مذکرات کی دعوت دینا ہوتا ہے۔ اس قسم کا حیلہ کرنا، غداری اور دھوکہ شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فریق مقابل کو امن کا اشارہ دینے کے مترادف ہے اور شریعت کی رو سے کسی کو امان دے کر توڑ دینا جائز نہیں ہے۔[3] حضرت عمرؓ نے تو خیانت سے امان توڑنے والے کو قتل کی دھمکی دی تھی اور فرمایا:

> "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں عمرؓ کی ذات ہے اگر تم میں سے کوئی کسی کافر کی طرف انگلی سے امان دینے کا اشارہ کرے اور پھر اس کے پاس جاکر اسے قتل کردے تو اس شخص کو ضرور قتل کردوں گا"[4]

اسلامی تعلیمات کی رو سے دشمن کا لباس استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس میں ضمنی طور پر دشمن کو اپنی حالت پر قائم رہنے کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔ یہی بات بری جنگ کے بین الاقوامی چارٹر کی دفعہ 2/23 میں یوں منقول ہے:

---

[1] الزہیلی، ڈاکٹر وھبہ، **بین الاقوامی تعلقات، اسلام اور بین الاقوامی قانون کا تقابلی مطالعہ** (ترجمہ: مولانا عبدالحکیم)، (اسلام آباد، الشریعہ اکیڈمی، ۲۰۱۵ء)، ص: ۷۹

[2] ایضاً

[3] ایضاً، ص: ۸۱

[4] العيني، محمود بن أحمد، **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**، (بیروت: مكتبة ابن عباس، ۲۰۰۵ء)، ۱۵: ۹۴

"ناجائز حربوں میں یہ بھی شامل ہے کہ فریقِ مخالف پر قابو پانے کے لئے دشمن کے فوجیوں یا اس کے جھنڈے یا دیگر علامات کو استعمال کیا جائے۔ دورانِ جنگ یہ ضروری ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک مکمل طور پر نمایاں ہو اور یہ بات بالکل واضح ہو کہ کون لوگ اس کے ساتھ ہیں اور کون اس کے دشمن کے فوجی ہیں"[1]

خلاصہ کلام یہ کہ غداری کسی صورت جائز نہیں اور نفسیاتی طریقے سے دشمن کو کمزور کرنا شرعی اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں جائز ہے۔

## معاصر نفسیاتی جنگوں کے مقاصد:

جنگ کا اولین مقصد فریقِ مخالف کو جسمانی اور مالی نقصان سے دوچار کرنا ہے۔اس طرح نفسیاتی جنگ کا مقصد بھی دوسروں کے حوصلوں کو پست کرکے ان کو شکست خوردہ کرنا ہے۔ نفسیاتی جنگ میں مخالفین کے خلاف پروپیگنڈے کرنا، ان کے جذبات سے کھیلنا، ذہنی طور پر بار بار تنگ کرنا، سازشیں کرنا، دنیا میں تنہا اور ذلیل کرنا، بین الاقوامی سطح پر بدنام کرنا وغیرہ حربے استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ دشمنوں کے حوصلہ، استقلال اور دفاعی قوت میں دراڑ پیدا کیا جاسکے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے نفسیاتی جنگ کا اطلاقی پہلو اگر ہم دیکھ لیں تو اس وقت مختلف ممالک بار بار ایٹمی جنگ کو ہوا دیتے ہیں اور بار بار یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ہم حملہ کرنے والے ہیں تاکہ مقابل افواج اور عوام نفسیاتی طور پر دباؤ میں رہیں اور اس نفسیاتی دباؤ کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف قسم کے طریقے استعمال کرتے ہیں۔ نفسیاتی جنگ میں مذہبی اور علاقائی اختلاف کو بھی ہوا دی جاتی ہے تاکہ قوم کی جمعیت کو توڑ دیا جائے۔ یہ دراصل نفسیاتی جنگ کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے سانحہ اے پی ایس (APS)[2] بھی نفسیاتی جنگ کی ایک مثال ہے۔ اس سانحہ میں ہم دو طرفہ طور پر اس سے متاثر ہوئے؛ ایک طرف دشمن نے حملہ کرکے پوری قوم کو دباؤ میں ڈالنے کی کوشش کی کہ پاکستان محفوظ نہیں ہے اور دوسری طرف مسلم دہشت گردی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا لیکن قسم کو اس کیفیت سے نکالنے کے لیے افواج پاکستان نے ایک ہی ہفتے میں اس کے حقائق اور مقاصد کو قوم کے سامنے آشکار کیا۔ یوں قوم ایک نفسیاتی جنگ کے وار سے محفوظ اور خبردار ہو گئی۔ المختصر، نفسیاتی جنگ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ پروپیگنڈا کے ذریعے لوگوں کے اذہان میں شکست اور خوف پیدا کیا جائے تاکہ یہ پسماندگی کی راہ پر روانہ ہو جائے اور یوں بغیر کسی اسلحے کی جنگ کے دشمن اپنا کام کر جائے۔

## نفسیاتی جنگ کا قرآنی تصور:

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسیاتی جنگ کا تصور ابتدا سے موجود ہے۔ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم علیہ السلام اور شیطان کے درمیان نفسیاتی کشمکش کا آغاز ہوا۔ شیطان کو یہ بات معلوم تھی کہ مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ

---

[1] وہبہ زہیلی، **بین الاقوامی تعلقات، اسلام اور بین الاقوامی قانون کا تقابلی مطالعہ**، ص: ۸۱

[2] APS مخفف ہے، آرمی پبلک سکول کا، جو پشاور میں واقع ہے۔ یہاں وحشیانہ حملہ ہوا جس میں دو سو کے لگ بھگ معصوم بچے شہید کر دیے گئے۔

سے مجھے جنت سے نکالا گیا اس لئے اس نے مقابلے کرنے کی کوشش کی لیکن شیطان کو یہ معلوم تھا کہ آدم علیہ السلام کو طاقت سے ہرانا ممکن نہیں اس لئے اس نے نفسیاتی جنگ شروع کی اور نے مختلف چالیں چلنا شروع کیں۔ چنانچہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو شجرہ ممنوعہ کھلانے کے لئے اپنے آپ کو اُن کا خیر خواہ ظاہر کر کے قسمیں کھائیں۔ قرآن مجید میں اس کا بیان یوں ہے:

''فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ''[1]

''تو شیطان دونوں (آدم و حوا علیہما السلام) کو بہکانے لگا تا کہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ، یا ہمیشہ جیتے نہ رہو اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں''

اب یہاں شیطان قسمیں کھا کر بظاہر تو آدم علیہ السلام کا دوست ہے لیکن باطن میں حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن ہے اور ان سے نفسیاتی جنگ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کو بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ میرا دشمن ہے اور میرے ساتھ دشمنی کررہا ہے۔ قرآن کریم کے بیان سے یوں معلوم ہورہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خبردار کیا ہے کہ یہ شیطان آپ کو دشمن ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ''[2]

''تحقیق (حقیقت میں) شیطان تمہارا دشمن ہے، سو تم سمجھ رکھو اس کو دشمن۔ وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں''

شیطان نے اس نفسیاتی جنگ میں مختلف طریقوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلا کر شجرہ ممنوعہ کھلادیا جس کے نتیجے میں حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا۔ قرآن کریم سے اس ضمن میں نفسیاتی جنگوں سے خبردار رہنے کا اشارہ ملتا ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لوگوں کے اسلام قبول کرنے میں تیزی آنے پر منافقین نے نفسیاتی جنگ کا یہ اسلوب اختیار کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھی بن کر لوگوں کو یہ باور کراتے کہ ہم ان کے ساتھی ہیں، جبکہ آپ سے علیحدگی اختیار کرکے یہ باور کراتے کہ ہم تو اس پیغمبر کے ساتھ ہیں لیکن وہ ہمارے اعتماد پر پورا نہیں اترتا، جس کے نتیجے میں لوگ نفسیاتی طور پر ان سے متنفر ہو کر ہمارے ساتھ واپس آرہے ہیں۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

''وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ''[3]

---

[1] اعراف: ۲۰۔۲۱

[2] فاطر: ۶

[3] آل عمران: ۷۲

"اور کہا ایک گروہ نے اہل کتاب میں، کہ مان لو جو کچھ اُترا مسلمانوں پر دن چڑھے (صبح کو) اور منکر ہو جاؤ آخر دن (رات کو)، شاید وہ پھر جائیں (اپنے دین سے)"

لیکن رسول اللہ ﷺ کے راست اقدام کی وجہ سے ان کا یہ حربہ کارگر ثابت نا ہوا اور ان کو اس محاذ پر بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

## عصرِ حاضر میں نفسیاتی جنگ کی افادیت:

دورِ جدید میں نفسیاتی جنگ کا اہم ذریعہ میڈیا ہے کسی بھی قوم کے بنانے اور بگاڑنے میں میڈیا کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں میڈیا کی دسترس ہوتی ہے وہ بآسانی اپنے مقاصد کو حاصل کر لیتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے ہی عوام کا ذہن بنایا جاتا ہے اور معمولی معاملے کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے، جیسا کہ حالیہ پاک انڈیا تنازعہ کے دوران انڈیا کے ایک پائلٹ کو گرفتار کیا گیا اور پھر اس کو واپس انڈیا بھیج دیا گیا۔ پاکستانی خیر سگالی کے اس عمل کو میڈیا نے یوں پیش کیا کہ گویا پاکستان نے انڈیا کو فتح کر لیا ہو۔ اس تشہیر کا مقصد نفسیاتی طور پر انڈیا کو کمزور کرنا تھا۔ اس طرح دوسری جنگ عظیم میں حلیف قوتوں نے، جو اس جنگ کے اصلی محور تھے، اٹلی کی عوام کی معنویات کو متاثر کیا اور ان کی فوج نے باوجود ساز و سامان کے ہتھیار ڈال دیے اس کے برعکس جاپان اور جرمن عوام کی معنویات کو کمزور کرنے میں ناکام رہے کیونکہ جاپان اور جرمن عوام نے دشمن کی نشریات کا بائیکاٹ کیا تھا اور اٹلی کے عوام ان کی نشریات کو دیکھتے اور پھیلاتے تھے اور ان کی خبروں پر بھی یقین کر لیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جلد ہمت ہار بیٹھے اور شکست کی شروط فوراً مان گئے۔ اسی طرح پاکستان و دیگر ممالک میں انتخابات کے عمل میں کئی جماعتیں اس قسم کے حربے آزما کر اپنے مدمقابل کو نفسیاتی طور پر کمزور کرنے اور ان پر تفوق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## نفسیاتی جنگ کا نبوی ﷺ تصور:

یہ بات مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگجو پیغمبر [1] سے ملقب تھے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مختلف جنگوں میں آپ کے تجربات اور مشاہدات اور جنگی حکمت عملی نے کئی قوموں اور ملکوں کو فائدہ دیا۔ جدید دنیا بہت بعد میں نفسیاتی جنگ سے متعارف ہوئی لیکن رسول اللہ ﷺ نے آج سے صدیوں سال پہلے اس کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ اس کی مثال تقریباً ہر غزوہ میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نفسیاتی جنگ سے دشمن کو جس پسپا کرتے تھے، مشرکین اور یہود و منافقین بھی نفسیاتی طریقوں سے رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھ، لیکن آپ ﷺ ہر بار اپنی حکمت عملی اور حربی و نفسیاتی طریقوں کی عمدگی کے سبب ان پر غالب آجاتے اور وہ اپنے تمام تر حربوں اور ساز و سامان کے باوجود ناکام و نامراد لوٹتے۔

مشرکین مکہ نے نبی کریم ﷺ کی دشمنی میں اس قسم کے ایک نفسیاتی ہتھیار کا استعمال کیا کہ آپ ﷺ سے لوگوں کو دور رکھنے کے لئے کبھی آپ ﷺ کو مجنون تو کبھی ساحر اور شاعر کہتے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ میں کوئی عیب نہیں تھا، نہ آپ شاعر تھے اور نہ ساحر، [2] لیکن

---

[1] روایت یہ ہے: 'وأنا نبي الملحمة'، دیکھیے: محمد بن علي بن الحسن، نوادر الأصول، (بیروت، دار الجیل، ۱۹۹۲ء)، ۳: ۱۵۲

[2] الطور: ۲۹-۳۰

یہ اُس زمانے کے لوگوں پر ایک نفسیاتی وار تھا جس کے ذریعے وہ پیغمبر ﷺ سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اعجاز سے ان کے نفسیاتی حربے ناکام کئے۔ مشرکین مکہ کے نفسیاتی جنگ کا یہ طرز عمل بنسبتِ عسکری جنگ بہت خطرناک تھا کیونکہ نفسیاتی جنگ سے لوگ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر؟ تو معلوم ہوا کہ نفسیاتی جنگ عسکری جنگ سے بعض اوقات زیادہ مؤثر ہوا کرتا ہے۔

جنگ میں اصل ہدف کامیابی کا حصول ہے جس کے لیے رسول اللہ ﷺ جس راستے طرف جنگ کے لئے جانا ہوتا اس سے رخ تبدیل کرکے دوسری طرف چلے جاتے تھے تاکہ دشمن کو یہ معلوم نہ ہو کہ آپ ﷺ کس طرف گئے ہیں؟ اس طرح دشمن کو دھوکہ دے کران کی منصوبہ بندی کو ناکام بنایا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی اہمیت کے پیشِ نظر یہ ارشاد فرمایا:

"الحَرْبُ خُدْعَةٌ"[1]

"جنگ (اپنے مخالف کو) دھوکہ کا نام ہے"

ذیل میں نفسیاتی جنگ کے حوالے سے سیرت طیبہ سے مختلف مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے عہدِ رسالت میں مشرکین، منافقین اور یہود کی نفسیاتی جنگیں، ان کی حکمت عملی اور مسلمانوں پر اس کے اثرات واضح ہوتے ہیں۔

**غزوات میں رسول اللہ ﷺ کی نفسیاتی تدابیر اور اس کے اثرات:**

رسول اللہ ﷺ مختلف غزوات میں دشمن پر نفسیاتی رعب ڈالنے کے لئے مختلف حربے اختیار فرماتے تھے جس کی وجہ سے بعض اوقات اسلحے استعمال کرنے کی بھی نوبت نہیں آتی تھی۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ نے کسی قسم کی جنگ نہیں کی لیکن پھر بھی فتح یاب ہوئے۔ اس طرح تبوک میں بھی دشمن پر نفسیاتی اثر پڑ گیا اور جنگ کے میدان میں نہیں نکلے اور مسلمان بلا مقابلہ برتری حاصل کرکے واپس آگئے۔ ان امثلہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہر کمانڈر کی طرح ہتھیار کی جنگ کے ساتھ ساتھ موقع بموقع نفسیاتی جنگ سے بھی دشمنوں کو زیر کیا ہے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں؛

ا۔ **غزوہ بدر** میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اختیار کردہ نفسیاتی تدابیر کے فوائد جنگ بدر کے خاتمہ پر سامنے آئے جب مسلمانوں میں سے صرف چودہ آدمیوں نے شہادت پائی لیکن دوسری طرف اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل اور ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ کفار کا لشکر اپنا سامان چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اس جنگ میں کفارِ مکہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ ان کی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے جنگ میں قتل ہونے والے کفار کے لاشوں کو بدر کے ایک ویران گڑھے 'قلیب بدر' میں ڈال دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام لاشوں کو گڑھے میں ڈال دیا۔[2]

---

[1] البُستی، محمد بن حبان، **المسند الصحیح**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ۱۹۸۸ء)، حدیث: ۴۷۶۳

[2] بخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۳۱۸۵

کفار کے لاشوں کو ایک ویران کنویں میں ڈالنے سے آپ ﷺ کا مقصد مخالفین کو نفسیاتی طور پر مرعوب کرنا تھا کہ دشمن کو پتہ چلے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جائے گی۔ ورنہ قتل کرنے کے بعد ایک ویران کنویں میں گرانے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا؟ نیز اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنگ میں بعض حربے صرف نفسیاتی طور پر دشمن کو ڈرانے کے لئے اختیار کیے جاتے ہیں۔

یہ صرف قدیم عسکری نظام کا طرزِ عمل نہیں ہے بلکہ جدید عسکری نظام میں بھی نفسیاتی طور پر ایسے امور کئے جاتے ہیں جس سے صرف دشمن کو ڈرانا مقصود ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آج کل حالت جنگ میں ایک ملک کی افواج دوسرے ملک کی افواج کے لئے ویڈیو بنا کر میڈیا پر شیئر کرتے ہیں جس میں وہ کبھی جنگوں جہازوں کی مشکیں کرتے نظر آتے ہیں، کبھی مہلک ہتھیاروں کے استعمال پر تجربے کرتے ہیں۔ جب یہ ویڈیو گردش کرتی ہیں تو دشمنوں پر رعب طاری ہوتا ہے جس سے ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

**۲۔ جنگِ احد** میں رسول اللہ ﷺ کے نفسیاتی حربے کی تفصیلات یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دشمن کو پر شکست دینے کے لئے معبد بن معبد الخزاعیؓ کو ذمہ داری سونپ دی جو غزوہ احد کے موقع پر ایمان لائے۔ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ جاؤ اور ابوسفیانؓ کو پسپائی پر آمادہ کرو۔ چنانچہ وہ ابوسفیان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ 'محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ تمہارے خلاف شدید غصے میں ہیں اور وہ اتنی بڑی تعداد میں نکلے ہیں کہ اس سے پہلے اتنی تعداد میں کبھی نہیں نکلے اور نہ میں نے کبھی اتنی بڑی تعداد دیکھی ہے۔'[1]

جدید دفاعی نظام میں بھی یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے کہ دشمن کو کسی پیغام کے ذریعے ڈرایا جاتا ہے۔ ہر ملک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مدمقابل ملک کے عسکری نظام میں کسی طرح ہمارا جاسوس ہو جو کسی طریقے سے ہمارے پیغام کو آگے پہنچائے۔ اس طرح کے لوگوں کے بارے میں جاننے کے بعد کسی بھی ملک کی فوج اس کو زندہ نہیں چھوڑتی لیکن یہ قدم پھر بھی اٹھایا جاتا ہے کیونکہ اس کے دور رس نتائج سامنے آتے ہیں۔ آپ ﷺ کے احد میں اس حربہ کو اختیار کرنے سے نفسیاتی جنگ کی اہمیت و معنویت سامنے آتی ہے۔

**۳۔ جنگ خندق** میں نفسیاتی جنگ کا یہ حربہ استعمال کیا گیا کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے حضرت نعیم بن مسعود کی یہ عادت تھی کہ وہ جس بات کو سنتے سے مؤثر انداز میں آگے نشر کرتے تھے۔ ایک روز عشاء کے وقت نعیم بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا جس پر آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا:

> "بنو قریظہ نے میرے پاس پیغام یہ پہنچایا ہے کہ اگر بنو نضیر کو مدینہ میں اپنے گھروں اور املاک میں واپس آنے دوں تو وہ مجھ سے صلح کر لیں گے'۔[2]

حضرت نعیمؓ نے یہ بات سن کر قریش تک اس انداز میں پہنچائی کہ قریشی لشکر خود کو تنہا محسوس کرنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکین محاصرہ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

---

[1] ابن عبد البر، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، (بیروت: دار الجیل، ۱۹۹۲ء)، ۳: ۱۴۲۸

[2] الدمشقی، محمد بن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی ۱۹۸۸ء)، ۴: ۱۱۳

جنگ کے موقع پر پروپیگنڈہ کرنا ایک اہم ہتھیار ہوتا ہے۔ اس لئے اس موقع پر حضرت نعیمؓ نے اس بات کو یوں پھیلایا کہ دشمن کا مورال پست ہو گیا۔

آج کے جدید دور میں بھی جنگ کے موقع پر پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں جس کا مقصد دشمن کو ڈرانا ہوتا ہے۔ بلکہ عصر حاضر میں سب سے مؤثر ذریعہ ہی میڈیا کے ذریعے اس قسم کے حربوں کا استعمال ہے۔ جس سے اس طرز عمل کی عصری معنویت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴۔ **فتح مکہ** کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آگ جلا کر اپنی فوج کی عددی قوت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کفار مکہ کو نفسیاتی طور پر خوف زدہ کر دیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ ایک اہم موقع ہے لیکن اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کو نفسیاتی طور پر اس قدر ڈرایا کہ ان میں مقابلے کی سکت نہ رہی اور بلا مقابلہ مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ اس موقع پر دو اہم نفسیاتی تدابیر اختیار کی گئیں۔ ایک آگ جلانا اور اہل مکہ پر پریشر ڈالنا، دوسرا حضرت ابوسفیانؓ کو اعتماد میں لے کر اہل مکہ میں یہ اعلان کرانا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے ہیں اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ سے اہل مکہ نے ہمت ہار دی اور بلا مقابلہ مکہ مسلمانوں کے پاس آگیا۔ اس واقعہ کی تفصیل پڑھ کر جنگ میں نفسیاتی برتری اور نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی کا اندازہ ہوتا ہے۔ سیرت نگار اس واقعہ کی تفصیلات یوں بیان کرتے ہیں:

> "۸ ہجری کو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ چھوڑ کر مکے کا رخ کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر جرار تھا۔ رات کے وقت مکہ سے تقریباً ایک منزل کے فاصلہ پر مر الظہران (وادی فاطمہ) پہنچ کر لشکر نے نزول فرمایا۔ اس مقام پر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دس ہزار کا لشکر پورے میدان میں بکھر جائے اور ہر آدمی آگ جلائے۔ اس طرح دس ہزار (چولہوں) میں آگ جلائی گئی تاکہ مسلمانوں کا رعب داب قائم ہو جائے اور مشرکین ڈر جائے اور ان کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ اتنی عظیم الشان لشکر سے مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے اور ہر طرح کے مقابلہ سے ناامید ہو جائے اور مکہ بغیر کسی خون ریزی کے فتح ہو جائے"[1]

آپ ﷺ نے مصلحتاً حضرت ابوسفیانؓ کو مکہ بھیج دیا تاکہ لوگوں کو لشکر اسلام کی عظمت اور طاقت سے خبر دار کر دیں اور ان کی قوم کے حوصلے پست اور متزلزل ہو جائیں۔ ابوسفیانؓ نے مکہ جاکر اس کام کو بخوبی انجام دیا جس سے اہل مکہ پر مسلمانوں کا نفسیاتی دباؤ بڑھ گیا۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو لوگ مرعوب تھے اور کسی قسم کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھ۔ اس نفسیاتی طرز جنگ سے مسلمانوں کو اس قدر فائدہ ہوا کہ جنگ کی نوبت ہی نہ آئی اور مکہ مکرمہ فتح کر لیا گیا۔

جدید عسکری نظام میں بعض حکومتوں کے پاس جدید وسائل ہیں جن سے وہ آگ جلانے کے بجائے ان وسائل کا استعمال کرتے ہیں، مثلاً افغانستان میں جو جنگ ہوئی تو امریکی افواج حملہ کرنے کے لئے ہیلی کاپٹر، جنگی طیارے، ٹینک اور گاڑیاں بیک وقت روانہ کرتے جس کو افغان لوگ 'کوہ' کہتے تھے۔ اس حملے میں ان جدید ہتھیاروں کی آواز ہی سن لوگ خوف وہراس میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

[1] مبارکپوری، مولانا صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، (لاہور، المکتبۃ السلفیۃ، ۱۹۹۵ء)، ص: ۵۴۲

اسی طرح پاکستان اور ہندوستان کے درمیان حالات خراب ہونے کی صورت میں دونوں ممالک جنگی جہازوں کو ہوا میں اڑاتے ہیں اور بار بار میڈیا پر اس کی تشہیر کرتے ہیں، جس سے ہر ایک کا مقصد دوسرے ملک کو مرعوب کرنا ہوتا ہے۔

**۵۔ غزوہ بنی نضیر** سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ کسی ملک میں داخل ہو کر ان کے درختوں کو کاٹنا جنگی حکمت عملی میں ان کو مرعوب کرنا ہوتا ہے۔ آج کے جدید دور میں بھی اس طریقے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگست ۲۰۱۹ء میں بھارت نے جب مقبوضہ کشمیر کو تحویل میں لینے کے لئے جو ظلم و بربریت کی اس میں ایک وہاں کے باغات کو بھی کاٹا گیا۔ گویا وہ اس طریقے سے اہل کشمیر میں خوف وہراس پھیلانا چاہتے تھے اور اس پر کئی ویڈیوز بھی میڈیا نے شیئر کئے۔ غزوہ بنو نضیر میں آپ ﷺ نے یہود کو ڈرانے اور مرعوب کرنے کے لئے ان کے درخت بھی کاٹ دیے۔ درختوں کے کاٹنے کے فیصلہ بارے قرآن مجید میں حکم یوں ہے:

''مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ''[1]

''(بنو نظیر کے یہودیوں کے محاصرہ کے دوران اے مسلمانوں) : جو کچھ بھی تم نے کاٹا کسی نرم کھیتی یا کھجور کے درخت کو یا تم نے رہنے دیا اپنے جڑوں پر کھڑا ہوا سو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے اور اس لئے کہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔''

کفار رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو مسلمانوں نے کیسا ظلم کیا؟ کس طرح کھیتیاں اجاڑیں اور کس طرح کھجور کے درخت کاٹ ڈالے حالانکہ خود یہ مسلمان فساد سے منع کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تھا اور یہ کام جس مقصد کے لئے کیا گیا اس کا تعین کرتے ہوئے مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

''اس کی غرض یہ تھی کہ کافروں کا غرور و نخوت پامال کر دیا جائے کہ جس دولت و جائیداد پر ان کو غرور تھا، وہ ان کے ہی سامنے ڈھائی جا رہی ہے۔ یہ باغات اور کھیتیاں جس کے نشے نے ان کے دماغ خراب کر رکھے تھے ان کے سامنے جلائی جا رہی ہو تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ ہے ہماری عزت اور یہ ہے ہمارے غرور و سرکشی کا متاع باطل جو آگ کے شعلوں کی نذر ہو رہا ہے''[2]

مفتی محمد شفیعؒ اس بارے لکھتے ہیں:

''بنو نضیر کے باغات کھجور کے تھے جب یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو بعض صحابہ کرام ؓ نے ان لوگوں کو غیظ دلانے اور ان پر رعب ڈالنے کے لئے ان کی کھجوروں کی چند درختوں کو کاٹ کر یا جلا کر ختم کر دیا''[3]

## مشرکین، منافقین اور یہود کے اختیار کردی نفسیاتی حربے:

عہد رسالت میں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے نفسیاتی جنگ کیا اور اس کے ذریعے دشمن کو مرعوب کیا۔ اس طرح مشرکین مکہ، یہود

---

[1] الحشر: ۵

[2] کاندھلوی، محمد ادریس، **معارف القرآن (تکملہ)**، (شہداد پور: مکتبہ المعارف دارالعلوم حسینیہ، ۱۴۲۲ھ)، ۸: ۲۳

[3] مفتی، محمد شفیع، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارۃ المعارف، ۲۰۰۸ء)، ۸: ۳۶۱

اور دیگر غیر مسلم اقوام نے بھی جنگ میں نفسیاتی طریقوں سے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے جو غزوات یا سرایا کئے ہیں ان کے بہت زیادہ مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ان کی چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

**ا۔ جنگ احد میں منافقین کی واپسی کے نفسیاتی اثرات:**

منافقین نے غزوہ احد میں نفسیاتی طور پر مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے ایسی چال چلی کہ جب جنگ کے دوران نبی کریم ﷺ دشمن کے قریب پہنچے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے تو اس سخت ترین موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے بغاوت کر دی اور تین سو افراد کو لے کر یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا:

"آپ (ﷺ) نے دیگر صحابہ کرام کی بات مانی ہے اور ہماری نہیں مانی۔ خدا کی قسم: اے لوگو! ہم نہیں جانتے کہ کیوں خواہ مخواہ اپنی جان دیں؟"[1]

یوں اس نے ظاہری طور پر ایک بہانہ بنایا اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جنگ کے مقام تک آنے کا مطلب ہی یہی تھا کہ مسلمانوں پر نفسیاتی اثر پڑ جائے۔ اس نے جو بہانہ بنایا اور بات کہی اس میں کوئی حقیقت نہیں تھی بلکہ اصلاً اس کا مقصود ہی یہ تھا کہ کسی نازک موڑ پر علیحدہ ہو کر اسلامی لشکر میں اضطراب اور کھلبلی مچا دی جائے تاکہ ایک کمزور یا نو مسلم لوگ آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں اور جو باقی رہ جائیں ان کے حوصلے پست ہو جائیں۔ دوسری طرف اس منظر کو دیکھ کر دشمن کے حوصلے بلند ہو جاتے تھے اور یہی ایک نفسیاتی وار تھا جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا گیا۔ تاہم مسلمانوں نے ایمانی قوت کی وجہ سے اس صورت حال کو سنبھالا۔[2]

ظاہری طور پر قبیلہ اوس میں سے بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ اس وار سے متاثر ہو کر اضطراب کا شکار ہو گئے اور واپسی کی سوچ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ اور انہوں نے واپسی کا ارادہ ترک کر دیا اور جم گئے۔[3] انہی کے بارے میں قرآن نے یہ تصریح کی ہے:

"إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ"[4]

"جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ بزدلی اختیار کریں، اور اللہ ان کا ولی ہے، اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے"

سے عین جنگ کے وقت تین سو آدمیوں کا علیحدہ کرنا نفسیاتی طور پر ایک جنگی چال تھی جو نفسیاتی جنگ کے ہی قبیل سے تھی۔

---

[1] محمد بن اسحاق، **السیر والمغازي**، (تحقیق: سھیل زکار)، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۸ء)، ص: ۳۲۴

[2] مبارکپوری، صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، ص: ۳۴۵

[3] سہیلی، عبدالرحمن بن عبداللہ، **الروض الأنف في شرح السيرة النبوية** (تحقیق: عمر عبدالسلام)، (بیروت: دار احیاء التراث العربي، ۲۰۰۰ء)، ۵: ۲۳

[4] آل عمران: ٦٦

### ۲۔ غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ کے قتل کا پروپیگنڈا و اثرات:

پروپیگنڈا نفسیاتی جنگ کا بنیادی ہتھیار ہے۔ ہر عسکری قوت یہ چاہتی ہے کہ پروپیگنڈا کے ذریعے مخالفین کے اندر خوف وہراس کی کیفیت پیدا کیا جاسکے۔ جنگ احد کے موقع پر مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے قتل کی غلط خبر کو پھیلا کر یہ مشہور کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں حالانکہ وہ مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے تھے۔[1]

اس پروپیگنڈے سے ان کا مقصد مسلمان کے حوصلے پست کرنا تھا۔ اصلاً حضرت مُصعب بن عمیرؓ کی شکل وصورت نبی اکرم ﷺ سے ملتی جلتی تھی۔ جنگ احد کے دن جس وقت مشرکین مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں شہید کر رہے تھے تو حضرت مُصعب نبی کریم ﷺ کو محفوظ رکھنے اور انہیں بچانے کی کوشش میں شہید ہو گئے۔ مشرکین نے یہ افواہ پھیلادی کہ (معاذ اللہ) محمد ﷺ قتل کر دیا گیا ہے جس سے صحابہ کرام کی صفیں بد نظمی اور انتشار کا شکار ہو گئیں۔ تاہم جب نبی کریم ﷺ سامنے آئے تو کعب ابن مالکؓ نے آپ ﷺ کو پہچانا اور خوشی سے چیخ پڑے۔[2]

آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا:

"أن اصمت"

"خاموش رہو"[3]

تاکہ مشرکین کو آپ ﷺ کی موجودگی اور مقام موجودگی کا پتہ نہ لگ سکے۔ مگر ان کی آواز مسلمانوں کی کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ مسلمان آپ ﷺ کی پناہ میں آنا شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ تقریباً تیس صحابہؓ جمع ہو گئے۔[4]

اس موقع پر بعض صحابہؓ کے ردعمل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو گئے تھے۔ کیوں کہ پروپیگنڈا کا اصل مقصد اور غرض مد مقابل کو ذہنی شکست سے دوچار کر کے اس کے حوصلے پست کرنا ہوتا ہے۔ اگر نصرتِ خداوندی نہ ہوتی اور صحابہؓ ایک دوسرے کو حوصلہ نہ دیتے تو یہی پروپیگنڈا مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے کافی تھا۔

جس طرح جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے قتل کا جھوٹا پروپیگنڈا کر کے مسلمانوں کے حوصلوں کو پست کرنے کی کوشش کی گئی اسی طرح دیگر میادینِ جہاد میں مختلف قسم کے پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں، تاکہ مقابل افواج کا حوصلہ کمزور ہو کر شکست خوردہ ہو جائے، جو نفسیاتی جنگ کا ایک بنیادی تصور ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق، **السیر والمغازي**، ص: ۳۲۹

[2] واقدی، محمد بن عمر، **المغازي**، (بیروت: دار الأعلمي ۱۹۸۹ء)، ۱: ۲۳۴

[3] اندلسی، ابن حزم، علي بن أحمد، **جوامع السیرۃ النبویۃ**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۱ء)، ص: ۱۲۹

[4] مبارکپور، صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، ص: ۳۷۲

## نتائج تحقیق:

1۔ نفسیاتی جنگ کا مقصد بھی دوسروں کے حوصلوں کو پست کرکے ان کو شکست خوردہ کرنا ہے۔ قدیم وجدید عسکری نظام میں اس طرز جنگ کی بڑی اہمیت ہے۔

2۔ قرآن کریم نے نفسیاتی جنگ کا تصور دیا ہے۔ جس کی مثال آدم علیہ السلام اور شیطان کا واقعہ ہے۔

3۔ نفسیاتی جنگ ہر دور کی ایک ضرورت ہے اس لئے شرعی اور قانونی حیثیت کے اعتبار سے نفسیاتی جنگ اور اس کے حربے استعمال کرنا جائز ہے بشر طیکہ اس میں کسی قسم کی غداری نہ ہو۔

4۔ عصرِ حاضر میں نفسیاتی جنگ نہایت اہم تصور کیا جاتا ہے، مختلف ممالک کے افواج نفسیاتی جنگ میں مہارت رکھتے ہیں، ہر ملک کا مقصد جنگ نہ کرکے مقاصد تک پہنچنا ہوتا ہے اور اس کے لئے نفسیاتی جنگ ایک مؤثر طریقہ کار ہے۔

5۔ عہدِ رسالت میں بھی نفسیاتی جنگ کا تصور ملتا ہے، جنگ بدر، احد، خندق اور فتح مکہ میں نفسیاتی جنگ کے حوالے سے استعمال ہونے والے حربوں کا اندازہ سیرت کی کتابوں سے ہوتا ہے۔

6۔ سیرت طیبہ اور غزوات النبی ﷺ کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مشرکین مکہ اور یہود نے بھی نفسیاتی جنگ کے حربے استعمال کئے ہیں، جن کی مثالیں مختلف غزوات میں موجود ہیں۔

## سفارشات:

1۔ اس موضوع پر سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں ایم فل یا پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ اس عنوان کو مد نظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی قوانین اور سیرت طیبہ کے اصولوں کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے۔

3۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیم اجمعین، بالخصوص خلفائے راشدین کے دور میں نفسیاتی جنگوں کی مثالیں اور عصری قوانین کے تناظر میں اس کا تجزیہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر ایم فل کی سطح پر کام سو سکتا ہے۔

4۔ پاکستانی پالیسی ساز اداروں کو نفسیاتی جنگ کے تصور اور اس کی اہمیت بارے قوم کی راہنمائی کرنی چاہیے، نیز اس کے لیے سیمینارز کا انعقاد کروایا جائے۔

5۔ قوم کے مورال کو بلند رکھنے کے لیے نصاب میں اس سے متعلقہ مواد کو شامل کی جائے۔ اور ایسا لٹریچر تیار کروایا جائے جس سے قوم کی Physiological Therapy ہوسکے۔

CC BY

@ 2019 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/ )